بعض مخلصین کا ذکر

(فرمودہ ۱۱- جون ۱۹۳۴ء)

۱۱- جون ۱۹۳۴ء بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے چوہدری برکت علی خان صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کی لڑکی حمیدہ بیگم کا نکاح محمد اسماعیل صاحب کے بیٹے سے پڑھا-

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

گلے کی تکلیف کی وجہ سے میں زیادہ نہیں بول سکتا اور میں نے اس نکاح کا اعلان خود کرنا اس لئے منظور کرلیا تھا کہ میری نگاہ میں فریقین مخلص احمدی ہیں- چوہدری برکت علی صاحب جن کی لڑکی کا نکاح ہے- بچپن سے قادیان آئے اور ان چند اشخاص میں سے ہیں جو محبت، کوشش اور اخلاص سے کام کرنے والے ہیں اور جن کے سپرد کوئی کام کرکے پھر انہیں یاد دہانی کی ضرورت نہیں ہوتی- ان افراد میں سے ایک فرد عبدالرحیم صاحب مالیر کوٹلوی مرحوم تھے وہ میرے ہم جماعت تھے- نواب محمد علی خاں صاحب قادیان میں آمد کے ساتھ جن دو لڑکوں کو لائے تھے ان میں سے ایک وہ تھے- میرا ان کے متعلق ہمیشہ یہ تجربہ رہا کہ جس کام پر وہ لگے اسے تندہی اور انہماک سے کیا کہ اس طرح اپنا کام بھی کم لوگ کرتے ہیں- کوئی کام بیاہ شادی کا یا پبلک سے تعلق رکھنے والا کسی کا ہوتا اس میں منتظم بن جاتے اور خوب سرگرمی سے کرتے- دوسرے اس رنگ میں کام کرنے والے شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ہیں- رفاہ عام کا کوئی کام ہو نہایت بشاشت استقلال اور شوق سے کرتے ہیں- عام پبلک کاموں میں تو میں نے چوہدری برکت علی صاحب کو نہیں دیکھا مگر جن کاموں پر ان کو لگایا گیا ان کے متعلق میرا ذاتی تجربہ اور

نہیں پڑتا۔ بادشاہ نگران ہے، خلیفہ نگران ہوتا ہے اسی طرح حاکم وقت نگران ہوتا ہے مگر کیا کوئی حکم یا قانون یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ جو چاہیں معاملہ کرلیں۔ نگران تو اس بات کا ہوتا ہے کہ جو حق اس کو ملا ہے اسے وہ شریعت کے احکام کے مطابق استعمال کرے نہ یہ کہ جو چاہے کرے۔ نگران کا مفہوم یہ ہے کہ اس کو شریعت کے ماتحت چلائے مگر ہمارے ہاں اس کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ جو چاہا کرلیا۔ اس وجہ سے بعض لوگ عورتوں کو حقوق دینے کو تیار نہیں۔ وہ ان کو گائے بکری سمجھتے ہیں اور عورتوں پر جبریہ حکومت کرنا چاہتے ہیں حالانکہ ایسی حکومت تو خدا بھی نہیں کرتا۔ وہ تو کہتا ہے تم وہی کہو جو تمہاری ضمیر کہتی ہے۔ پھر خدا بھی بغیر اتمام حجت کے سزا نہیں دیتا۔ باوجود اس بات کے کہ وہ مالک ہے تو پھر مرد کے مقابلہ میں عورتوں کو آزادی ضمیر کیوں حاصل نہیں۔

اس کے برخلاف دوسری حد بھی خطرناک ہے جو عورتوں کی طرف سے ہے۔ قَوَّامُوْنَ کا لفظ بھی آخر کسی حکمت کے ماتحت ہے۔ یہ قانون خدا کا بنایا ہوا ہے جو خود نہ مرد ہے نہ عورت اس پر طرف داری کا الزام نہیں آسکتا۔ پس ایسی ہستی کے قوانین شافی ہوسکتے ہیں۔ عورت عموماً عورت کی طرف دار ہوتی ہے اور مرد کے طرف دار مرد۔ مگر خدا کو دونوں کا پاس نہیں۔ وہ خالق ہے۔ جو طاقتیں اس نے مرد کو دی ہیں ان کا اس کو علم ہے اور انہی کے ماتحت اس نے اختیارات دیئے ہیں۔ قَوَّامُوْنَ کے بہرحال کوئی معنے ہیں جو عورت کی آزادی اور حریت ضمیر کو باطل نہیں کرتے۔ اس کے لئے عورت کے افعال، اس کے ارادے، اس کا دین و مذہب قربان نہیں ہوسکتے مگر قَوَّامُوْنَ بھی قربان نہیں ہوسکتا۔ نہ اس کا وجود وہمی ہوسکتا ہے قوام نظر آنا چاہئے۔ اس کے متعلق مثال بیان کرتا ہوں۔

شریعت کا حکم ہے کہ عورت خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے۔ مگر اس کے باوجود مرد عورت کو اس کے والدین سے ملنے سے نہیں روک سکتا۔ اگر کوئی مرد ایسا کرے تو یہ کافی وجہ خلع کی ہوسکتی ہے۔ والدین سے ملنا عورت کا حق ہے مگر وقت کی تعیین اور اجازت مرد کا حق ہے۔ مثلاً خاوند یہ کہہ سکتا ہے کہ شام کو نہیں صبح کو مل لینا یا اس کے والدین کو اپنے گھر بلالے یا اس کو والدین کے گھر بھیج دے۔ مگر جس طرح مرد اپنے والدین کو ملتا ہے۔ اسی طرح عورت کا بھی حق ہے سوائے ان صورتوں کے کہ دونوں کا سمجھوتہ ہوجائے۔ مثلاً جب فساد کا اندیشہ ہو یا فتنے کا ڈر ہو۔ مرد تو پہلے ہی الگ رہتا ہے۔ مگر عورت خاوند کی مرضی کے خلاف باہر نہیں